(قسط ۳۶) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۶۹ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

۱۹۶۹ء کی ڈائری

سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بنیادی حقوق کے حصول اور احیاء جمہوریت

اوائل جنوری میں ہفتہ عشرہ کیلئے ڈھاکہ جانا ہوا، سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بنیادی حقوق کے حصول اور احیاء جمہوریت کے سلسلہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا فیصلہ قوم کے سامنے آچکا ہے جو کانفرنس میں اکابر جمعیۃ کے بہترین تدبر، اور کئی دن کے غور وخوض کا نتیجہ ہے۔ یہ اشتراک صرف منفی پہلو پر تھا مگر الحمدللہ کہ پھر بھی تمام اکابر جمعیۃ بالخصوص جمعیۃ کے مدبر اور باشعور قائد مولانا مفتی محمود صاحب نے ڈھاکہ کی عمومی اور خصوصی میٹنگوں میں نہایت دوٹوک اور واضح انداز میں بار بار تمام پارٹیوں کو یہ چیز ذہن نشین کرائی کہ جمعیۃ العلماء کا

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مقصود و مطلوب اول و آخر اسلام ہے جو دنیا و آخرت اور معاش و معاد سب کا جامع ترین نظام ہدایت ہے اور یہ کہ جمعیۃ کا اصل نشانہ کفر و الحاد اور لادینی ہے۔ اصل تصادم نظریات سے ہے اور اشخاص سے توافق یا تقابل تو حصول مقصود کا ایک ذریعہ ہے آج اگر حزب اقتدار دینی اقدار کی بحالی میں سنگ گراں بنی ہے اور جمعیۃ کا فرض منصبی ہے کہ اُسے راہ سے ہٹا دے تو کل یہی جدوجہد اور جوش عمل، تنظیم اور قوت حزب اختلاف کے ان عناصر کی سرکوبی میں بھی پیش پیش ہوگا۔ جو مسند اقتدار پر پہنچ کر اسلام کے نام پر حاصل کی گئی مملکت سے غداری کر کے اسلام اور اسلامی اقدار سے گریز کرنا چاہیں گے۔ جن لوگوں کی نظریں موجودہ دور کی لادینی مغربیت پر ہیں یا وہ عصر حاضر کے غیر فطری معاشی ازموں کو اپنا کعبہ مقصود بنا چکے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جمعیۃ العلماء اسلام بلکہ علماء حق کا ہر فرد زندگی کی آخری رمق تک ان کے خواب کو ہرگز شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیگا، اگر جمعیۃ نے بعض ایسی پارٹیوں کے لادینی عزائم کو بھانپ کر بھی موجودہ حالات میں اشتراک کر لیا ہے تو یہ صرف اس لئے کہ اسلام کے نام پر لٹے پٹے مسلمانان پاکستان کو اپنی لیلائے مقصود سے وصال کا موقع مل سکے جو صرف اور صرف اسلام ہے اور یہ فیصلہ عوام کی عدالت میں تبھی ہوسکتا ہے کہ انہیں فیصلہ کرنے کا حق اور موقع مل جائے، ہمیں یقین ہے کہ عوام کا یہ فیصلہ نہ تو کیپٹل ازم کے بارہ میں ہوگا اور نہ سوشلزم یا کمیونزم کے حق میں بلکہ صرف خالص دین فطرت اسلام کے بارہ میں ہوگا۔

ڈھاکہ میں جمعیۃ العلماء مشرقی پاکستان نے ایک کھلے اجلاس کی شکل میں اپنی وسعت ہمہ گیری اور قوت کا مظاہرہ بھی کیا جو وہاں کے علماء حق کو حالات کی نزاکت اور تنظیم کی ضرورت محسوس ہو جانے کے لحاظ سے لائق صد تحسین ہے، اس ناچیز کا تاثر ملک کے اُس حصہ کے بارہ میں یہی ہے کہ دین سے محبت اور والہانہ تعلق کے لحاظ سے وہاں کے باشندے بہت آگے ہیں، آئے دن اس کی مثالیں سننے اور دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔ اس کا ایک ادنیٰ نمونہ ڈھاکہ کے قریب ٹونگی میں ہونے والے تبلیغی جماعت کے اجتماع کی شکل میں بھی میرے سامنے آیا ۵، ۶ لاکھ مسلمانوں کا مجمع ایک ویرانے میں گھر بار چھوڑ کر جمع ہے اور اُن کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف دین کی دل سوزی اور فکر مندی ہے، یہ ایک مثالی اجتماع تھا، اس کے مقابلہ میں لادینی عناصر کی قوت بہت کم ہے، مگر پھر بھی سیاست کی ترجمانی کرنے والے کلی یا جزوی طور پر دین سے بہت دور ہیں اور میدان خالی ہونے کی وجہ سے سیاست پر لادینی عناصر کا غلبہ ہے اور خدا اور تصور آخرت سے باغی کرنے والے لٹریچر کو فروغ کا موقع بھی مل رہا ہے۔ پس اس مہلک مرض کا اگر کوئی علاج ہے تو یہی کہ وہاں کے علماء حق زیادہ سے زیادہ جوش عمل، اخلاص تنظیم اور قوت ایمانی سے میدان میں کود پڑیں، سادہ دل اور

مخلص عوام کو دین کی اخلاقی اور معاشی قدروں سے روشناس کرائیں اور دین کی جامعیت اور اعتدال کے مقابلہ میں موجودہ خالص مادی نظاموں کی بے اعتدالی اور بے مائگی ثابت کردیں، انہیں زندگی کی صحیح کامیابی کا راستہ دکھائیں اس کے لئے مستحکم تنظیم، سیاسی تدبر کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے لادینی نظاموں سے پوری واقفیت اور گہری نظر بھی ضروری ہے۔ اگر علماء حق نے اس نہج پر کام کو تیز تر کردیا تو سیاسی قیادت خود بخود دیندار طبقہ کے ہاتھ آجائے گی اور اس کا رخ بے دینی کی طرف نہیں موڑا جاسکے گا۔ وہاں کی سرزمین علماء حق کے لحاظ سے بہت زرخیز ہے، پھر جس مٹی کی سیرابی بطل اسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے سراپا دعوت و عزیمت بزرگوں کے ہاتھوں سے ہوئی ہو اگر وہاں بھی علماء جمود اور تعطل کا شکار ہوئے اور قیادت لادینی نظریات کے علمبردار سیاستدانوں کے ہاتھ میں گئی تو یہ نہ صرف ان علماء کے حق میں بلکہ وہاں کیلئے دینی سیاسی معاشی اور اخلاقی وملکی لحاظ سے بھی بدترین المیہ ثابت ہوگا۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کا دوسرا سفر

۳ / جنوری تا ۱۱ / جنوری ۱۹۶۹ء: جنوری کے پہلے ہفتہ میں ڈھاکہ میں جمعیۃ العلماء اسلام مشرقی پاکستان کا عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا اس اجتماع اور جمعیت کے مرکزی کونسل کی میٹنگوں میں شرکت کیلئے مشرقی پاکستان کے جمعیۃ العلماء اور وہاں کے چند سرکردہ حضرات کی خواہش ودعوت پر حضرت والد ماجد شیخ الحدیث مدظلہٗ اور یہ سیاہ کار ۳ / جنوری کو ڈھاکہ کیلئے روانہ ہوئے روانگی سے قبل لاہور کے نیو میو ہسپتال میں مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کی عیادت کی اور راہ حق میں ابتلا واستقامت پر انہیں مبارکباد پیش کی ۱۰ بجے ہم حضرت درخواستی مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا یوسف بنوری خواجہ خان محمد کندیاں اور دیگر زعماء جمعیت کے ساتھ بذریعہ طیارہ روانہ ہوئے ڈھاکہ ائیر پورٹ پر جمعیۃ کے کارکنوں اور دیندار مسلمانوں نے بھرپور استقبال کیا ۴ / جنوری کو ایڈن ہوٹل کے وسیع لان میں جمعیت کا عمومی اجلاس شروع ہوا جسکی پہلی نشست کی صدارت والد ماجد نے فرمائی اور اختتام اجلاس پر صدارتی خطاب فرمایا پھر جمعیت کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بھی شرکت کی ۵ / جنوری کو بعد از مغرب آپ نے جمعیت کی اختتامی اجلاس میں بھی مفصل خطاب فرمایا جس میں اسلامی آئین کے نفاذ کے بارے میں صدر مملکت کے تازہ بیان کا بطور خاص جائزہ لیا اور اس سلسلہ (اسلامی نظام کے نفاذ) میں شبہات اور رکاوٹوں کا مدلل طور پر جواب دیا ۶ / جنوری کو جمعیۃ کی کاروائی ختم ہوئی مگر وہاں کے کئی احباب کے خواہش واصرار پر ۱۱ / جنوری تک ڈھاکہ میں رہے اس دوران خواجہ مولانا انیس اللہ صاحب اور انکے خاندان کے دیگر حضرات جناب خواجہ عبدالرحمٰن صاحب جناب حاجی بشیر الدین بوگرہ جناب مصطفیٰ حسن صاحب مدیر پاسباں جناب مجتبیٰ حسن صاحب جناب ایس اے کبیر صاحب جناب خواجہ خیر الدین ایم

این اے اور دیگر حضرات کے ہاں خصوصی مجالس میں شرکت کی اور حاضرین کو اپنے گرانقدر نصائح سے نوازا سال گزشتہ کی طرح امسال بھی ان حضرات کے علاوہ جناب مولانا محی الدین صاحب اور مقامی جمعیت کے اکابر حضرات بالخصوص نواب باڑی کی خواجہ برادری نے والد ماجد اور احقر کی ضیافت اور خاطر داری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس قیام کے دوران ہم نے ٹونگی میں منعقد ہونے والے عظیم الشان تبلیغی اجتماع میں بھی شرکت کی جسمیں ۵/۶ لاکھ مسلمانوں کا مجمع تھا اس سے اندازہ ہوا کہ دین سے محبت اور والہانہ تعلق کے لحاظ سے یہاں کے باشندے بہت آگے ہیں مدرسہ امداد العلوم فرید آباد کے تعلیمی سال کا افتتاح بھی حضرت والد صاحب نے درس قرآن مجید سے فرمایا

۱۱ر جنوری کو ڈھاکہ سے ظہر کو روانہ ہوئے اور اسی دن لاہور اور پشاور سے ہوتے ہوئے رات کو بخیر و عافیت اکوڑہ خٹک پہنچے والحمدللہ علی ذالک

حضرت شیخ الحدیث مولانا غورغشتوی قدس سرہٗ کی رحلت

۲۳/۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء رونق آرائے مسند درس حدیث، سرخیل علمائے حق، پیکر سنت، ترجمان حدیث، شیخ الحدیث بقیہ السلف حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی قدس سرہٗ العزیز تقریباً ۹۳ برس کی عمر میں ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۸ء مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۶۹ء کو صبح پونے سات بجے واہ کینٹ کے فوجی ہسپتال میں انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دارالعلوم حقانیہ کیساتھ دیرینہ تعلق اور شفقت کی بناء پر انکی وفات کی اطلاع صاعقہ بن کر گری وفات سے قبل جب علالت کی اطلاع پہنچی تو حضرت والد ماجد کی معیت میں اساتذہ کی ایک جماعت بیمار پرسی کیلئے واہ ہسپتال پہنچی اطلاع ملتے ہی دارالعلوم میں تعطیل کر دی گئی دارالعلوم کے اساتذہ اور تقریباً تمام طلباء حضرت مرحوم کے آخری رسومات میں شرکت کیلئے روانہ ہوئے۔

ملک کے طول وعرض سے پروانہ وار کثیر تعداد میں معتقدین اور تلامذہ اس موقع پر غورغشتی اُمڈ آئے اندازہ لگانے والوں کے نزدیک شرکاء جنازہ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی جس نے العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین کا سماں باندھ دیا جنازہ حضرت کے بڑے صاحبزادے نے پڑھائی نماز جنازہ کے بعد والد ماجد نے حضرت مرحوم کے مناقب اور کمالات پر طویل خطاب فرمایا اور انکے وصال کو علمی و دینی حلقوں کا ایک سرچشمہ ہدایت اور بہت بڑی فیض و برکت سے محرومی کا سبب قرار دیا اللھم اعظم اجرہ ولا تحرمنا بعدہ وارزقہ الجنۃ

میرا دوسرا سفرِ حج

۱۶۔فروری: سفر حج بیت اللہ پر روانگی راولپنڈی سے کراچی بذریعہ تیزگام ساڑھے آٹھ بجے ہوئی۔

کراچی آمد پر سفارتخانہ سے ویزا وغیرہ کے حصول کیلئے مدرسہ نیو ٹاؤن میں قیام رہا

۱۸ فروری: دارالعلوم کراچی میں مولانا محمد تقی عثمانی کے گھر بعد از دوپہر قیام کیا۔

۱۹ فروری: دارالعلوم کراچی سے واپسی کی۔۱۲:۰۰ بجے پی آئی اے کے جہاز سے روانگی ہوئی۔مولانا محمد یوسف بنوری کی معیت کی سعادت حاصل تھی آدھ گھنٹہ سفر کے بعد طیارے میں فنی خرابی کی وجہ سے واپسی کا اعلان ہوا،ایک بجے واپس اترے۔معلوم ہوا کہ ایک انجن میں آگ لگ چکی تھی، اللہ تعالیٰ نے فضل وکرم سے بچایا۔مسافروں میں فطری بے چینی اور اضطراب تھا، مجھے مولانا بنوری نے سورۃ قریش کے ورد کی تلقین کی۔

میڈوے ہاؤس کے ایل ایم ،میں ۴:۰۰ بجے تک قیام وطعام رہا،۵:۴۵ بجے دوبارہ دوسرے جہاز پر روانگی عمل میں آئی ۔۶:۱۰ پر جہاز روانہ ہوا۔حضرت مولانا یوسف بنوری نے جہاز میں احکام حج پر مفصل تقریر فرمائی۔ بڑی دیر تک سورج غروب نہیں ہوا۔

جہاز میں بیت الخلاء مغربی طرز پر بنی ہوتی ہے ائیر ہوسٹسوں کی موجودگی بھی حج جیسے مقدس سفر میں محل نظر امر ہے پورا جہاز تلبیہ سے گونج رہا تھا، یاد رہے کہ احقر کو یہ دوسرا حج کرنل عثمان شاہ کی والدہ کیطرف سے حج بدل کی شکل میں نصیب ہوا ہے رات کے بارہ بجے بیت اللہ الحرام کے قریب پہنچے میرا احرام حج افراد کا تھا صبح طواف قدوم کیا

سعودی انتظامات کے بارے میں سے تاثرات

سعودی حکومت کا حرم کے انتظامی امور میں شغف کے باوجود بعض کوتاہیاں برتی جا رہی ہیں جیسے کہ رمی جمرات میں اموات کا واقع ہونا اس کے لئے مناسب ٹھوس اقدامات کئے جا سکتے ہیں جیسے رمی میں لوگوں کو یکطرفہ راستے سے آنے پر آمادہ کرنا اور اس کیلئے ریلینگ سسٹم کا قیام عمل میں لانا وغیرہ منٰی میں زائرین وحجاج کیلئے پانی کی کمی کی مشکل پر قابو پانے کیلئے مناسب تدابیر ہونی چاہئیں۔

۳ رمارچ ۱۴ر ذی الحجہ: آج واپسی کے ٹکٹ میں تبدیلی کیلئے جدہ جانا ہوا رات کو احرام میں واپسی ہوئی دوران حج جن حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں ان میں بعض اہم افراد کے نام وپتے یہ ہیں۔

۱۔الحاج فضل الرحمٰن عطر جی شارع یوسفی مکہ المکرمہ،۲۔الشیخ عمر ملا حجی مدرس سجون حلب سوریا فون ۷۵۰۶۴،۳۔عاصم الحداد رابطۃ العالم الاسلامی ،۴۔الشیخ اسماعیل شاہین معلم القرآن گل مرمرہ اکھسیر ترکیا، ۵۔الشیخ عبدالحمید الحاج مکاوی احمد المکی مکتبۃ النھضۃ خرطوم سوڈان، ۶۔شیخ حمد احراری دانش گاہ الٰہیات ایران، ۷۔گل سعید شاہ جامعہ اسلامیہ مدینہ، ۸۔مولانا انیس الرحمٰن خطیب حمیدیہ مسجد

پائیدھوتی بمبئی ۳ ہند، ۹۔شیخ اسماعیل جالندھری ص ب ۳۲ مدینہ طیبہ ۱۰۔قاری قادر جان باب مجیدی مدینہ، ۱۱۔حافظ ارشاد احمد پی او ۶۴۲ مکۃ المکرمہ، ۱۲۔مولانا عبیدالرحمٰن کامل پوری بوڈمن سٹریٹ مسجد شیفلڈ ۹ یونائیٹڈ کنگڈم، ۱۳۔شیخ عبداللہ عباس ندوی مکتبۃ الرابطۃ العالم الاسلامی مکۃ المکرمہ، ۱۴۔حاجی حبیب صاحب حبیب سلک ملز ملتان، ۱۵۔حاجی صدیق اے آر سوتر منڈی لائل پور، ۱۶۔اے ایچ آئی قمر جی ڈربن، ساؤتھ افریقہ۔

دیارِ حبیب ﷺ کا سفر اور میدان بدر میں حاضری

۱۱ر مارچ ۱۹۶۹ء: صبح طلوع شمس کے بعد طواف وداع کیا عربی ٹائم تین بجے مدینہ طیبہ بذریعہ کار روانگی ہوئی سوا پانچ بجے جدہ سے چلے نماز ظہر اور کھانا رابغ میں ہوا ساڑھے نو بجے بدر پہنچے ڈرائیور کار مقام شہداء ومعرکہ بدر تک لے گیا مقام شہداء پر فاتحہ پڑھی، معرکہ کے میدان عدوۃ القصوی والدنیا دیکھے عصر کی نماز بدر کی مسجد عریش میں پڑھی وضو قصبہ میں بہنے والے زمینی چشمہ پر کیا۔اور پھر روانگی ہوئی۔

حضور ﷺ کے دربار اقدس میں

۱۲ر مارچ: مغرب کی اذان ہو رہی تھی کہ باب العنبر یہ مدینہ پہنچے یہاں مولانا عبدالحق ابن حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدظلہٗ کے مکان پر ساتھیوں سمیت قیام کیا تہجد کے وقت دربار رسالت مآب علیہ الف الف تسلیم و تحیۃ میں حاضری ہوئی والحمد للہ حمداً طیباً کثیراً

مکتبہ حرم مدنی، مدرسہ شرعیہ کی زیارت اور ہند وشام کے علماء سے ملاقاتیں:

۱۳ر مارچ: قاری عباس صاحب سے ملاقات ہوئی وہاں شیخ ابراہیم الختی اور شام کے بعض حضرات سے گفتگو رہی قاری عباس نے کہا کہ ماہنامہ ''الحق'' سے دیوبند کی خوشبو آتی ہے مولانا عبدالقدوس بنگالی کی رباطِ بنگال میں زیارت کی بعد از ظہر مولانا عباس مدظلہٗ کے ہاں ضیافت رہی بعد از عصر مکتبہ حرم مدنی کی زیارت اور قبل از دوپہر مدرسۃ الشرعیہ جا کر وہاں کا مدرسہ دیکھا اور سکول کا معائنہ کیا۔

فراق مدینہ اور حرم مکہ واپسی

۲۹ر مارچ: آج مدینہ شریف سے فراق کا وقت آپہنچا۔

۳۰ر مارچ: آج مسجد حرام میں قیام کا شرف ملا والحمدللہ۔

۳۱ر مارچ: مکہ سے جدہ روانگی ہوئی مغرب تک جدہ پہنچے۔

۱ر اپریل: رات کو بعد از عشاء احرام عمرہ باندھ کر اطمینان سے عمرہ ادا کیا بفضلہٖ تعالیٰ

وطن واپسی

۲؍اپریل: ظہر کے اذان کے ساتھ بیت اللہ الحرام اور مکہ مکرمۃ کی آبادی سے جدا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم ارزقنی العود الی بلدك رات کو ساڑھے نو بجے جدہ سے گرین وچ ٹائم کے مطابق روانگی ہوئی پاکستانی ٹائم سے سوا دو بجے کراچی پہنچے

۵؍اپریل: دارالعلوم کراچی میں برادر مولانا محمد تقی عثمانی کے ہاں قیام رہا بعد از مغرب قدرت کا شاہکار ماہی خانہ دیکھا اور پھر کلفٹن کی سیر کی۔

۶؍اپریل: تیز رو سے اکوڑہ روانگی۔ ۷؍اپریل:۔سوا چھ بجے تیز رو سے گھر بخیر و عافیت پہنچے احباب و رفقاء اہل علم و متعلقین سینکڑوں کی تعداد میں سٹیشن پر موجود تھے جزاکم اللہ احسن الجزا والحمد للہ اولہٗ واخیرہٗ

درس قرآن کے سلسلے میں والد ماجد کا تنگی چارسدہ کا سفر

۱۷؍اپریل: تنگی والد صاحب کی معیت میں جانا ہوا رات کو مولانا رحمت اللہ فاضل حقانیہ کے ہاں درس قرآن کی اختتامی تقریب میں والد صاحب کی تقریر تھی وہاں مولانا حسن جان صاحب وغیرہ سے ملاقات بھی ہوئی۔مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل حقانیہ پر دل کا دورہ پڑا ان کی عیادت کے لئے گئے لیکن ملاقات نہ ہوسکی اگلی صبح واپسی ہوئی۔

۱۸؍اپریل: والد صاحب کی جمعہ کی تقریر ریکارڈ کرائی۔ ۱۹؍اپریل: راولپنڈی جانا ہوا رات کو حاجی وصی الدین کی دعوت میں شرکت کی۔ ۲۰؍اپریل: اسلام آباد شوکت صاحب، اختر حسن صاحب صدر پنڈی کے ساتھ اعظم خان چیف آف اکوڑہ کی عیادت کی وہاں قاری امین اور نوروز وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔

۲۱؍اپریل: صبح پنڈی سے واپسی۔

والد صاحب کی آنکھوں میں کالا موتیا

۲۳؍اپریل: پشاور والد صاحب کا معائنہ ڈاکٹر ناصرالدین اعظم صاحب، ڈاکٹر نواز صاحب اور کرنل پیرزادہ سے کرایا گیا کالے موتیا کی آنکھوں میں تشخیص کا اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے نوازے آمین۔

۲۴؍اپریل: ڈاکٹر عبدالقوی (ابن مولانا لطف اللہ فاضل دیوبند) جہانگیرہ کی شادی میں شرکت کی۔

۲۶؍اپریل: والد صاحب کا کرنل پیرزادہ سے دوبارہ معائنہ کروایا۔

حجاج کیلئے والد صاحب کا دعوت طعام

۲۷؍اپریل: حجاج کرام مولانا قاری سعید الرحمٰن، قاری امین صاحب راولپنڈی، نوروز حاجی عظیم، اختر

صاحب ، راغب صاحب راولپنڈی ، حج خان مانکی کیپٹن انور جوہر ، میکاتی صاحب آدم جی پیپر ملز ، کرنل عثمان شاہ وغیرہ کو والد صاحب کی طرف سے دوپہر کو دعوت طعام ظہرانہ دیا گیا۔

یکم مئی: شب جمعہ کو پیر آباد ضلع مردان میں والد صاحب نے مولوی ارشاد احمد کے ہاں تقریب دستار بندی میں شرکت کی۔

۲ر مئی: والد صاحب کی آنکھوں کا معائنہ کرنل پیرزادہ صاحب نے پشاور میں کیا۔

۳ر مئی: ہدایہ اور حماسہ کے طلباء کیلئے کھجور لے جانے ہیں۔ ۷ر مئی: مانکی شریف میرا کبر خان کی بھاوج کے جنازہ میں شمولیت ہوئی۔

۹ر مئی: شام راولپنڈی صالحین صاحب کے ہاں دعوت طعام والد صاحب کا سی ایم ایچ میں کرنل پیرزادہ سے آنکھوں کا معائنہ۔

۱۱ر مئی: حاجی الطاف الٰہی (ابن حاجی کرم الٰہی [خسر تحریر]) پشاور کے ہاں استقبالیہ میں شرکت ہوئی اور شام کو رسالپور آئس فیکٹری میں استقبالیہ و دعوت حجاج میں شریک ہوا۔ جس کا اہتمام ہمارے مخلصین نواب محمد سلیمان ،نواب حبیب الرحمٰن وغیرہ نے کیا۔

۱۲ر مئی: دوپہر مردان مولانا سعد الدین کے ہاں دعوت استقبالیہ اور پھر شام کو حافظ حسین احمد صاحب پارہوتی مردان کے ہاں دعوت میں شرکت کی اگلی صبح واپسی ہوئی۔

مولانا عبدالغفور عباسی رحمت الٰہی کی آغوش میں

۱۷ر مئی: صد افسوس کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مایہ ناز بزرگ اور روحانی رہنما حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب عباسی مہاجر مدینہ طیبہ امت کو داغ مفارقت دے گئے۔ سانحہ یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ بروز ہفتہ عشاء کے بعد پیش آیا۔ جنازہ مسجد نبوی میں نماز فجر کے بعد ہوا۔ ذیابیطس ضعف اعصاب وغیرہ کی تکالیف عرصہ سے لاحق تھیں' اس کے باوجود امسال بھی حج کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ عرفات جاتے ہوئے منیٰ میں طبیعت نڈھال ہوئی اور بے ہوش ہوگئے۔ اور اسی حالت میں وقوف عرفہ کا فریضہ ادا ہوا۔ اس گنہگار کو بھی منی اور عرفات میں معیت کا شرف حاصل رہا۔ اس حج میں عجیب مسرت اور جذب و ناز کی کیفیات طاری رہیں۔ افسوس کہ مدینہ طیبہ کی وہ عباسی خانقاہ اجڑ گئی، جہاں پہنچ کر روحانی پیاسوں اور تھکے ماندوں کو شفقت غفوری اپنی آغوش میں ڈھانپ لیتی تھی' ہماری دعا ہے کہ جانے والے پر رحمتوں اور رہ جانے ولوں پر صبر واجر کی بارش ہو۔ اور مدینہ طیبہ کی منزل عباسی اسی طرح قائم و دائم رہے۔ امین۔

۲۹رمئی: مفتی محمود صاحب کی صبح دارالعلوم میں تشریف آوری ہوئی

۳۱رمئی: حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کا آنا ہوا۔

دوسری ہمشیرہ زوجہ مولانا اشرف علی قریشی مرحوم کی نسبت

دوسری ہمشیرہ "نصرت بی بی" کی نسبت مولانا اشرف علی صاحب بن مولانا عبدالودود قریشی خطیب مسجد مہابت خان بانی جامعہ اشرفیہ پشاور سے طے ہوئی۔نسبت کے سلسلہ میں ۸ جون ۶۹ بروز اتوار کافی لوگ پشاور سے آئے۔ دارالعلوم کے دارالحدیث میں چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔عصر کی نماز کے بعد مہمان واپس چلے گئے۔

حضور ﷺ کا منامی ارشاد جو تیسرے روز پورا ہوا

یکم رجولائی: ایک متورع طالب علم نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مولانا عبدالحق صاحب کی شکل وصورت میں ہیں پھر حضور ﷺ نے خواب میں حضرت مولانا صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنی اس امت (مراد دارالعلوم کے طلبہ تھے) کو سمجھاؤ کہ عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔

صدر یحییٰ کی بیوی، بیٹی کا والد ماجد کے پاس دعا کے لئے آنا

۳رجولائی: اس خواب کے دو دن بعد صدر یحییٰ کی بیوی، بیٹی اور دیگر خواتین، خواجہ حسن عسکری کی والدہ (بیگم آف ڈھاکہ) والد صاحب سے ملنے دارالعلوم آئیں،انہیں مسجد کے مغربی جانب ناظم مولانا سلطان محمود صاحب کے کوارٹر میں بٹھایا گیا۔ ابتداء میں انہوں نے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ کون ہیں۔کچھ دیر یہاں قیام کیا اور تعویذ واذکار دعائیں لیں،اسی اثناء میں کسی خاتون کے منہ سے نکلا کہ صدر یحییٰ کی اس بچی کے لئے امتحان میں پاس ہونے کی دعا فرمادیں۔اس طرح یہ راز کھل گیا۔پھر والد صاحب نے صدر کی بیوی کو جنرل ایوب خان کے زوال کے اسباب کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے شوہر سے کہہ دو کہ ان سے نصیحت پکڑ لے ایوبی دور کے غیر شرعی قوانین فیملی لاز کی تنسیخ پر زور دیا اور اس کی تشریح کی انہوں نے کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہا تو والد صاحب نے کہا کہ ہمارا نذرانہ صرف یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کرو عہدہ منصب مال ودولت کے ہم طلب گار نہیں۔وہ انتہائی متاثر ہو کر اداب بجالاتے ہوئے چلی گئیں اور آئندہ بھی استفادہ کے لئے حاضری کی خواہش ظاہر کی یہ خواتین بڑی بڑی گاڑیوں میں آئی تھیں اور بجائے خود دعوت تماشہ تھیں جاتے وقت دارالعلوم کے طالب علم آس پاس جمع ہو گئے تو حضرت والد صاحب نے خدام کو بھیجا کہ طلبہ کو سختی سے ڈانٹ کر ہٹا دیں اور کہا

کہ عورتوں کی جانب نہ دیکھیں اس طرح دو دن کے بعد حضور ﷺ خواب کی عملی تعبیر ظاہر ہوئی۔

فرزند شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی آمد

۱۵ر جولائی: حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب کویت سے کراچی پہنچے ان کے ویزہ کے سلسلے میں احقر کا اسلام آباد راولپنڈی جانا ہوا وزارت داخلہ کے متعلقہ حکام نے مہربانی کر کے آپ کو سخا کوٹ اور اکوڑہ خٹک کا ویزہ عنایت فرمایا۔ ۱۶ر جولائی: مولانا اسعد مدنی شام ساڑھے سات بجے پشاور ہوائی اڈے پر کراچی سے پہنچے والد صاحب، مولانا عزیر گل اسیر مالٹا اور دیگر حضرات استقبال کیلئے موجود تھے رات مولانا ایوب جان بنوری کے گھر پر ٹھہرے میں اپنے احباب کیساتھ جامعہ اشرفیہ عیدگاہ پشاور میں ٹھہرا۔ ۱۷ر جولائی: صبح ۸ بجے مولانا اسعد مدنی اپنے احباب و اکابر کے ساتھ سخا کوٹ روانہ ہوئے بندہ رفقاء سعید الرحمٰن وغیرہ کے ساتھ دوسرے جیپ میں روانہ ہوا دوپہر مولانا عزیز گل کے حجرہ (مہمان خانہ) پر قیام رہا اور پر لطف گفتگو میں شمولیت کی تحریک ریشمی رومال کے بارے میں خصوصی گفتگو رہی مولانا عزیر گل کا حسب سابق ناچیز پر لطف و عنایت اور شفقت کا بھرپور مظاہرہ رہا عصر ساڑھے پانچ بجے مولانا اسعد کا قافلہ دارالعلوم حقانیہ پہنچا گھنٹہ ڈیڑھ قیام کے بعد نماز عصر دارالعلوم کی وسیع مسجد میں پڑھائی اور کتب خانہ میں چائے نوش فرمائی دارالعلوم کا معائنہ کرنے اور دارالحدیث میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد پشاور ہوائی اڈہ بغرض واپسی روانگی ہوئی اور ۸ بجے وہاں سے کراچی روانہ ہوئے

مولانا اسعد مدنی کے تاثرات

حضرت مولانا نے دارالعلوم کے کتاب الاراء میں مندرجہ ذیل تاثرات رقم کیے:

آج یکم جمادی الاول جمعرات ۱۳۸۹ھ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک استاذی المحترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کی دعوت پر آیا مجھے خوشی ہوئی دارالعلوم سے ہمارے حضرت مدنی قدس سرہٗ کا خاص تعلق تھا یہ تمام مدنی حضرات جو دارالعلوم کے دارالحدیث میں میرے چاروں طرف بیٹھے ہیں یہ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی یادگار ہیں اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو قائم ودائم رکھے اور اس کے تمام متعلقین اور معاونین اور خصوصی طور پر مولانا عبدالحق صاحب کو سلامت رکھے (آمین)

صدر یحییٰ سے ملنے سے انکار

صدر یحییٰ کے ملٹری سیکرٹری نے رات کو فون کر کے اصرار کیا کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ صدر یحییٰ

سے ملاقات کریں اور مجھے کہا کہ حضرت سے اجازت لے کر وقت متعین کردیا جائے گا۔ میں نے حضرت تک بات پہونچادی۔ مگر حضرت شیخ الحدیث کی فراست انہیں اس کی اجازت نہیں دے رہی تھی بڑے پریشان ہوئے دوسرے روز مجھے درسگاہ میں آکر بلایا اور کہہ دیا کہ صدر کے ملٹری سیکرٹری کا فون آئے تو صدر سے ملاقات کے لئے وقت کا تعین نہ کرو بیکار آدمی سے ملنا فضول ہے۔

سفر ایبٹ آباد

۱۹ر جولائی: اپنے مخلص دوست محمد رفیق خان ڈھیری جولگرام ملاکنڈ ڈسٹرکٹ انجینئر ہزارہ کی دعوت پر رات ایبٹ آباد پہنچا، قاری سعید الرحمٰن صاحب نے ساتھ رہنا تھا مگر پروگرام کے گڑبڑ (غیر یقینی) ہونے کی وجہ سے بغیر ملے ایبٹ آباد سے واپس ہوئے۔ عزیز گرامی قدر شفیق الدین فاروقی ہمیشہ کی طرح سفر میں ساتھ تھے۔

وادی کاغان بالاکوٹ اور سیدین شہیدینؒ کے مزارات پر حاضری

۲۰ر جولائی: صبح بذریعہ جیپ بالاکوٹ سے ہوتے ہوئے وادی کاغان جانا ہوا ۷۲ میل بعد مہانڈری میں قدرے آرام کیا ریسٹ ہاؤس میں ظہر کا کھانا کھایا رات دس بجے ایبٹ آباد واپسی ہوئی جہاں ڈاگ بنگلہ میں قیام رہا اس سفر کے دوران بالاکوٹ میں سیدین شہیدینؒ کی زیارت کیلئے بھی حاضری ہوئی شام کی نماز حضرت شاہ اسماعیل شہید کے مزار کے پہلو میں تاخیر سے پڑھائی

معروف الیاسی مسجد، مدرسہ رحیمیہ کے مہتمم سے ملاقات اور نتھیا گلی کی سیر

۲۱ر جولائی: دوپہر کو ایبٹ آباد نواں شہر میں مسجد الیاسی دیکھی، چشمے کے پانی سے غسل کیا مدرسہ رحیمیہ واقع مسجد هذا کا معائنہ کیا مدرسہ مہتمم مولانا محمد نواز صاحب (والد صاحب کے زمانہ دیوبند کے تلمیذ) سے ملاقات رہی ساڑھے چھ بجے ایبٹ آباد بذریعہ کار نتھیا گلی جانا ہوا رات وہاں پر لطف مقام ویلی ویو ہوٹل میں قیام رہا۔

آج چاند پر امریکی خلاء باز اترے

اس سفر کے دوران تسخیر قمر کا تاریخی واقعہ سامنے آیا، چاند پر خلاء باز اترے ہوئے تھے، ہم پیچ دار فلک پیما پہاڑی راستوں میں جگہ جگہ گاڑی روک روک کر مسخر شدہ چاند کی بے بسی کو دیکھتے اور خلابازوں نیل آرمسٹرانگ وغیرہ کی خرامانیوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ تسخیر چاند کا انسان کیلئے ایسا قطعی مشاہدہ نصیب سے دیکھنے میں آرہا تھا۔ وسخرلکم القمر (الآیۃ) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم

مولانا خیر محمد جالندھری کی عیادت

۲۲ر جولائی: دن بھر نتھیا گلی قیام رہا شام کو ایبٹ آباد واپسی کے بعد از عشاء سی ایم ایچ ہسپتال ایبٹ آباد کے آفیسر وارڈ میں مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کی عیادت کی انہوں نے پتھری کا آپریشن کیا ہے۔

۲۳ر جولائی: دوپہر ایبٹ آباد سے گھر واپس پہنچا۔

آج کل مدارس اس کا نظام و نصاب تعلیم اس کی اصلاح ،اسے قومی دھارے میں شامل کرنے اورحکومت کے کنٹرول میں دینے کی باتیں موضوع سخن ہیں، یہ سب کچھ مملکت خداداد پاکستان میں ایسا نہیں ہر صاحب اقتدار نے ایسے اقدامات اٹھانے کا عندیہ دیا، تاہم مدارس کا یہ خدائی نظام پھیلتا اور پھولتا رہا۔ اغیار نے اسے کمزور کرنے کے لئے لاکھ جتن اور ہر قسم کے حربے آزمائے لیکن......

اگرچہ بت ہیں جماعت کے آستینوں میں
بہار ہو کہ خزاں مجھے ہے حکم اذاں لا الہ اللہ

اس موضوع کے حوالہ سے حضرت شیخ الحدیث جدی المکرّم مولانا عبدالحقؒ کے تاثرات و رائے جو کہ ۴۵ برس قبل کے ہیں، یہی آج بھی اہل علم وفکر اور ارباب مدارس کی رائے ہے، پیش خدمت ہے۔ (مرتب)

مجوزہ تعلیمی پالیسی اور مدارس عربیہ (اداریہ اگست ۱۹۶۹ء)

جنرل آغا محمد یحییٰ خان صاحب صدر مملکت خداداد پاکستان اوران کے معزز رفقاء نے مملکت کی فلاح کے لئے کئی اصلاحی قدم اٹھائے ہیں اور بہت سے امور کی اصلاح کی طرف توجہ دی جارہی ہے چنانچہ تعلیم کی اصلاح اور بہبود کی خاطر نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان بھی حکومت کے اسی نیک جذبہ کا مظہر ہے اس پالیسی میں مروجہ دو قدیم اور جدید تعلیمی نظاموں میں تبدیلی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ جدید تعلیم کا مقصد سرکاری ملازمت کے لئے نوجوان طبقہ تیار کرنا تھا۔ اوراس تعلیم میں کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو نوجوانوں کو ایک آزاد ترقی پذیر قوم کی سیاسی، سماجی، یا اقتصادی ضروریات سے آگاہی بخشے، بالفاظ دیگر جدید تعلیم کا مقصد لارڈ میکالے کی پالیسی کو پورا کرنا تھا جو حکومت چلانے کیلئے صرف مشینی پرزوں کی طرح کام دے سکیں۔ ان کا قالب تو پاکستانی یا ہندوستانی ہو مگر دل و دماغ مغربی ہو۔ قوم کی حقیقی فلاح و بہبود، ملک اور دین کی بھلائی اخلاق اور سماج کی تطہیر اور معاشرہ کی تربیت سے اس تعلیم کو کوئی غرض نہیں تھی۔ دوسری طرف قدیم تعلیم ہے جو عربی مدارس اور دارالعلوموں میں درس نظامی کی شکل میں رائج ہے جس کے بارہ میں رپورٹ میں اعتراف کیا گیا ہے کہ اس نظام نے اپنے وقت میں ریاستی ضروریات سے آگاہی بھی بخشی اوراس نظام نے بڑے بڑے مفکر، عالم دانشور اور منتظم بھی پیدا کیے۔ اس

نظام میں بذریعہ حفظ وتکرار علوم دینیہ بزبان عربی اس لئے پڑھائے جاتے ہیں کہ خارجی اثرات سے اسلامی ثقافتی اقتدار کا تحفظ ہو سکے۔ گویا رپورٹ میں پہلی بار اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ عربی قدیم نظام تعلیم نے اب تک اسلامی اقدار وشعائر اور اسلامی تہذیب کو باقی رکھا ہے یعنی دین کا تحفظ کیا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دوسو برس کی غلامی اور بدترین استبداد کے باوجود اگر آج دین اپنی صحیح شکل ومحفوظ ہے تو اس کا سہرا ان قدیم علوم پڑھانے والوں کے سر ہے۔ اگر دینی مدارس اپنی موجودہ آزاد شکل میں نہ ہوتے تو آج یہ برصغیر بھی بخارا اور تاشقند یا اندلس کا نمونہ پیش کرتا مگر بحمد للہ تقریباً سو فیصد مسلمانوں کا عقائد صحیحہ پر جمے رہنا اور نصف سے زیادہ مسلمانوں کا عملاً اسلامی تہذیب اور اعمال پر قائم رہنا یہ ان مدراس عربیہ کی خدمات جلیلہ کے بارآور ہونے کی واضح دلیل ہے مدتوں اس پروپیگنڈے کے بعد کہ دینی مدارس کا وجود بالکل لغو اور بیکار ہے موجودہ نئی رپورٹ میں ان مدارس کا اسلامی اقدار کے تحفظ کے سلسلہ میں اعتراف کرنا موجودہ حکومت کی نیک نیتی خلوص اور حق پسندی کی دلیل ہے اس رپورٹ سے کم ازکم یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم نے نہ تو دین کی خدمت کی اور نہ مملکت کی فلاح اور ترقی کیلئے کوئی خاطر خواہ رہنمائی کی اور اس عرصہ میں مدارس عربیہ نے اگرچہ دنیاوی علوم اور دنیاوی مفاد سے سروکار نہ رکھا مگر دین اسلام کے تحفظ کا کام تو ان مدارس نے انجام دے ہی دیا اگرچہ ہمارے خیال میں دنیوی علوم اور ترقی سے بے اعتنائی کا الزام بھی ان مدارس پر صحیح نہیں، مگر تھوڑی دیر کے لئے اگر یہ بات مان لی جائے تب بھی یہ الزام درست نہیں ہوسکتا کیونکہ ہمارا نظریہ ہے کہ تمدن اور اخلاق ومعاشرت کی اصلاح اور تطہیر ہی دنیوی ترقی کا سبب ہے آج بھی جن لوگوں میں مذہب کی حرمت باقی ہے ان میں بے دین اور لا مذہب لوگوں کی بہ نسبت برائیاں بہت کم ہیں تو جس قوم میں دین ہوگا اس کو حقیقی دنیوی ترقی بھی میسر ہوگی وہ ملک ملت اور قوم وحکومت کا خیرخواہ اور اپنے فرائض کی بجا آوری کرنے والا ہوگا اس لحاظ سے ایک نظریاتی مملکت جسکی اساس اسلام ہو جسکی بقاء مذہب اور مذہبی اقدار پر موقوف ہو اگر کوئی تعلیمی نظام اس بنیادی اور نازک ترین مقصد (مذہب کے تحفظ، فروغ اور اشاعت) کو پورا کر رہا ہو تو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ اس بلند مقصد کو پورا کرنے والے قدیم نظام تعلیم کے بارہ میں یہ کہنا کہ یہ ہماری قومی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا ایک گونہ لاعلمی اور زیادتی ہے۔

تاہم رپورٹ کے مطابق اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ نظام بھی ہماری موجودہ ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا اور صرف دین کی خدمت اور دینی اقدار کا تحفظ ہی اس کا مقصد رہا اور برصغیر کی دوسو سالہ تاریخ اسکی شہادت دے رہی ہے کہ یہ نظام اس مقصد میں کامیاب رہا۔